REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP. - 23.

جلد ۳۹   شمارہ ۹

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ:- ایک روپیہ ۲۵ پیسے۔

"THE WEEKLY BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۰ر شعبان ۱۴۱۰ ہجری   ۸ر امان ۱۳۶۹ ہش   ۸ر مارچ ۱۹۹۰ ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ۔

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مرحوم ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کا ذکرِ خیر

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ولد سیٹھ محمد ابراہیم صاحب ۱۹ر نومبر ۱۹۱۷ء کو بمقام بنگہ ضلع جالندھر۔ پنجاب میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ ۱۹۳۴ء میں میٹرک پاس کر کے قادیان تشریف لے آئے تھے۔ اور یہاں مولوی فاضل۔ جامعہ احمدیہ کا درجہ رابعہ مبلغین کلاس ۱۹۳۸ء میں پاس کیا اور ۱۹۴۲ء میں ایف۔ اے انگریزی میں بھی پاس کیا۔ مولوی فاضل و مبلغین کلاس پاس کرنے کے بعد ۱۹۳۹ء میں دینی درسگاہ مدرسہ احمدیہ میں بطورِ مدرّس مقرر ہوئے اور اگست ۱۹۴۷ء تک طلباء کو دینی تعلیم پر مامور رہے۔

مولانا صاحب عربی۔ انگریزی۔ اُردو اور پنجابی زبانوں میں بڑی عمدگی سے تقاریر فرماتے تھے۔ مذاہبِ عالم پر وسیع معلومات رکھتے تھے۔ اسلامیات کا گہرا مطالعہ تھا۔ تقسیمِ ملک پر آپ بطورِ درویش قادیان میں مقیم ہوئے۔ اور نومبر ۱۹۴۷ء سے ممبر صدر انجمن احمدیہ۔ نائب ناظر تعلیم۔ نائب ناظر اعلیٰ۔ کی خدمات بجا لائے۔ مبلّغ کے جملہ اوصاف کی بناء پر انہیں ۱۹۵۱ء میں مرکز کی طرف سے میدانِ تبلیغ میں بھجوایا گیا۔ اور ہندوستان کی بڑی بڑی جماعتوں حیدرآباد۔ بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ میں جنوری ۱۹۵۱ء سے فروری ۱۹۷۷ء تک تبلیغی و تربیتی خدمات بجا لاتے رہے۔ بعد ازاں مرکز قادیان میں بطور ناظر دعوۃ و تبلیغ اور بطور ناظر امورِ عامہ خدمات بجا لائے اور آپ کو بیرونِ ہند بطور المبشر الاسلامی کبابیر فلسطین میں بھجوایا گیا اور ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۶ء تک وہاں خدمات بجا لانے کے بعد واپس تشریف لائے۔ اور نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بطور ایڈیشنل ناظر تا دمِ واپسیں خدمات بجا لاتے رہے۔

مرحوم ۱/۱۰ حصّے کے موصی تھے۔ مولانا صاحب کو چند سال پہلے یرقان کا حملہ ہوا تھا۔ اس کے بعد ان کی صحت نہیں سنبھلی۔ اور کمزوری بڑھتی گئی جنوری ۱۹۹۰ء سے کمزوری میں اضافہ ہوتا گیا اور باوجود علاج کے صحت بحال نہیں ہوئی۔ اور ۲۲ر فروری ۱۹۹۰ء بروز جمعرات قریباً ساڑھے چار بجے شام وفات پا گئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مورخہ ۲۳ر فروری کو بعد نمازِ جمعہ جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں مرحوم کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی نمازِ جنازہ و تدفین میں کثیر تعداد میں احباب شریک ہوئے۔

مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جیّد عالِم۔ بہت سی خوبیوں کے مالک اور خوش بیان مقرّر تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ صاحبہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک چھوٹی بیٹی کے سوا سب بچے شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں۔

ادارہ "بدر" اس سانحۂ ارتحال پر جملہ پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ اور صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ؛

(ادارہ)

اخبار "بدر" کی ملکیت اور دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

رجسٹریشن نمبر :- R.N.61/57

(۱)۔ مقامِ اشاعت ———— قادیان
(۲)۔ وقفۂ اشاعت ———— ہفت روزہ
(۳)۔ (۴)۔ پرنٹر و پبلشر ———— منیر احمد حافظ آبادی۔
قومیت ———— ہندوستانی۔
پتہ ———— محلہ احمدیہ۔ قادیان۔ پنجاب۔
(۵)۔ ایڈیٹر کا نام ———— عبد الحق فضل۔
قومیت ———— ہندوستانی۔
پتہ ———— محلہ احمدیہ۔ قادیان۔ پنجاب (بھارت)

مَیں منیر احمد حافظ آبادی اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات کا تعلق ہے درست ہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔
پرنٹر و پبلشر۔ قادیان۔
پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ "بدر" قادیان
مورخہ ۸ ر امان ۱۳۶۹ ہش

"پیامِ سُنّت" کانپور کی بعض غلط فہمیوں کا اِزالہ

پندرہ روزہ "پیامِ سُنّت" کانپور نے اپنے شمارہ ۱۰ ر تا ۲۵ ر ستمبر ۱۹۸۹ء میں حافظ بشیر احمد صاحب مصری کا مضمون "قادیان سے واپسی" شائع کیا ہے جو ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ترجمان "تعمیرِ حیات" سے نقل کیا گیا ہے۔ اِسی طرح نام نہاد مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت اور دیوبندی اداروں نے بھی اپنے رسائل اور اخبارات میں بھی مصری صاحب کے خطوط اور مضامین شائع کئے ہیں۔ ان تمام خطوط اور مضامین میں مصری صاحب نے اپنی بدباطنی کا اظہار کرتے ہُوئے جماعتِ احمدیہ کے مقدس اور نہایت بلند پایہ بزرگان پر زناکاری کے اتہامات لگائے ہیں۔ لہٰذا یہ اداریہ اس سلسلہ میں تین نکات پر مبنی ہے :-

۱۔ قبل ازیں مصری صاحب کی اس بدباطنی کا مُسکت جواب دیا جاچکا ہے۔
۲۔ مصری صاحب قرآن کریم کے فیصلہ کی رُو سے اسّی کوڑوں کی سزا کے مستحق ہیں۔
۳۔ جن انبیائے کرام کو جماعتِ احمدیہ سمیت تمام مسلمان سچا یقین کرتے ہیں۔ ان پر بھی مصری صاحب اور ان کے ہمنوا علماء کے مفسّرین ایسے ہی اِتہامات لگاتے ہیں۔ اس کا مناسب ردّ ہونا چاہیئے۔

مسکت جواب

محترم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری لندن نے مصری صاحب کی بدزبانیوں کا جواب دیتے ہُوئے فرمایا تھا :-

"ہم آپ کو پُرزور الفاظ میں کہتے ہیں کہ آپ کھُلے طور پر مقابلہ پر آئیں۔ اور مباہلہ کے چیلنج کو قبول کریں۔ اور بے جا تعلّیوں کی بجائے آپ صرف مباہلہ کی کاپی پر جو آپ کے پاس موجود ہے دستخط کرکے ہمیں لَوٹا دیں۔ اور اس دعوتِ مباہلہ کو منظور کرنے کی منظوری جتنے اخبارات میں چاہیں شائع کروادیں۔ چونکہ آپ کی خط وکتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے مخالفین کے الزامات کے ساتھ متفق ہیں۔ اِس لئے اب آپ کو اِس بارہ میں کوئی نئی شرائط پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

حافظ صاحب! آپ کے لئے یہ ایک نادر موقعہ ہے کہ آپ اعلانیہ طور پر سامنے آئیں۔ اور امامِ جماعت کی طرف سے شائع شدہ مباہلہ کو قبول کرکے جتنے اخبارات میں چاہیں آپ شائع کردیں۔ اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس کے حق میں اپنے نشان دِکھاتا ہے تاکہ لوگ حق اور باطل میں امتیاز کرسکیں۔" (بدر ۲ ر فروری ۱۹۸۹ء)

مصری صاحب نے میعادِ مُباہلہ ۱۵/۹/۸۹ تک چیلنجِ مباہلہ قبول نہیں کیا تھا۔ اگر اُن کو اپنے موقف کی سچائی پر یقین ہوتا تو وہ ضرور قبول کرتے۔ لہٰذا وہ اپنے موقف میں سراسر کذاب قرار پائے۔

اسّی کوڑے

مصری صاحب حافظ کہلاتے ہیں۔ اگر وہ سُورۂ نُور کی ابتدائی آیات ہی ملاحظہ فرمالیتے تو وہ بدترین اندھیروں سے نکل کر نُور کی روشنی سے منوّر ہوسکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سُورۃ النّور : آیت ۶)

ترجمہ :- جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں اور پھر اپنی تائید میں چار گواہ پیش نہیں کرتے انہیں اسّی کوڑے لگاؤ۔ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ قانون کو توڑتے ہیں مَردوں پر اتہام لگانا بھی اِسی حکم میں آتا ہے۔ عورتوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ یہ شنیع جرم ہے۔ (بیضاوی) اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ واقعۂ اِفک بیان کرتے ہُوئے بھی یہی فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بُہتانِ عظیم باندھنے والے منافقین چار گواہ کیوں نہ لائے۔ فرمایا :-

لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (سُورۃ النّور : آیت ۱۴)

ترجمہ :- آخر کیا وجہ ہے کہ الزام تراشنے والوں نے اپنے الزام کے ثبوت میں چار گواہ پیش نہیں کئے۔ جب وہ گواہ پیش نہیں کرپائے تو جان لو کہ اللہ کے قانون کے مطابق وہ سراسر جھُوٹے ہیں۔

پس مصری صاحب کعبۃ اللہ میں کھڑے ہو کر بھی ہزار قسم کھائیں تو بھی وہ قرآن کریم کی ان آیات کی رُو سے سراسر جھُوٹے اور کذّاب ہیں۔ کیونکہ وہ چار گواہ تو درکنار کسی ایک اتہام پر بھی کوئی ایک گواہ بھی پیش نہیں کرسکے ؎

اللہ کے پیاروں کو تم کیسے بُرا سمجھے
خاک ایسی سمجھ پر ہے سمجھے بھی تو کیا سمجھے
(کلامِ محمود)

۷۲ فرقوں والا اسلام

مصری صاحب نے زیرِ تبصرہ مضمون میں خود اقرار کیا ہے کہ وہ پیدائشی احمدی تھے۔ پھر لاہوری بنے۔ پھر غیر احمدی بنے۔ پھر بے دین اور دہریہ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرنے والے بن گئے۔ لیکن اطمینانِ قلب نصیب نہ ہُوا آخر میں ۷۲ فرقوں میں بٹے ہُوئے اسلام میں جب داخل ہُوئے تو اُن کو قلبی اطمینان نصیب ہُوا یہ ہے مصری صاحب کی دانشوری کا خلاصہ ؎

جُنوں کی شان کا تجھ کو اگر ادراک ہوجائے
تِری دانشوری کا خود گریباں چاک ہوجائے

ذرا بندِ قبا دیکھ

اصل حقیقت یہ ہے کہ مصری صاحب اور اُن کے ہمنوا عُلماء کے مفسّرینِ قرآن اِسی قسم کے اِتہامات اُن انبیائے کرام پر بھی لگاتے ہیں جن کو یہ لوگ سچا یقین کرتے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے :-

۱۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کے لئے لکھا ہے (ترجمہ از عربی)

"اس عورت نے حضرت یوسفؑ سے زنا کا ارادہ کیا اور حضرت یوسفؑ نے بھی اس کے ساتھ میلانِ طبع اور شہوتِ غیر اختیاری کے باعث زنا کا ارادہ کیا۔"
(جامع البیان ص۲۰۳ وجلالین مع کمالین ص۱۹۰ مجتبائی)

۲۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لکھا ہے (ترجمہ از عربی)

"اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو تنبیہ کی اس وجہ سے کہ حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں تھیں انہوں نے ایک اَور شخص جس کی ایک ہی بیوی تھی نے کر اس کی بیوی سے نکاح کرلیا۔"
(جلالین مع کمالین ص۳۷۹)

۳۔ حضرت سُلیمان علیہ السلام کے لئے لکھا ہے (ترجمہ از عربی)

"خدا حضرت سلیمانؑ سے ناراض ہُوا کیونکہ انہوں نے ایک عورت کو اپنی بیوی بنالیا جس سے وہ عشق کرتے تھے۔" (جلالین مجتبائی ص۳۸۰ وتفسیر معالم تنزیل وتفسیر محمدی وجامع البیان)

۴۔ خود رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق ایسی ایسی باتیں ان کے مفسّرین نے لکھی ہیں کہ اُن کو نقل کرنے کی بھی ہمارا ذہن وقلم اجازت نہیں دیتا۔ علمائے کرام خود تفسیر بیضاوی جلد ۴ ص۱۶۳ تفسیر سُورۃ احزاب۔ اور کمالین برحاشیہ جلالین ص۳۵۳ مجتبائی نکال کر دیکھ لیں ؎

اپنے ایماں کو ذرا پردہ اُٹھا کر دیکھنا   تجھ کو کافر کہتے کہتے خود نہ ہوں از اہلِ نار
(دُرِّ ثمین)

قدرِ مشترک

ہم تمام مفسّرینِ قرآن کا احترام کرتے ہیں اُنہوں نے بہت سی اچھی باتیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ لیکن وہ نبی یا رسُول نہ تھے۔ نہ بقولِ شما اُن پر خدائی وحی نازل ہوتی تھی۔ وہ معصوم عن الخطا نہ تھے۔ لہٰذا سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے عصمتِ انبیاء کے تحت مفسّرین کی ان تمام باتوں کو مدلّل طور پر ردّ فرما دیا۔ ہیں جن باتوں سے مفسّرین نے ان انبیاءِ کرام پر اتہامات لگائے ہیں۔ جن کو تمام مسلمان خدا تعالیٰ کے پاکباز انبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ نے عظیم الشان تفاسیر شائع کی ہیں جن میں تفسیرِ صغیر اور تفسیر کبیر جو جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع ہوکر خراجِ تحسین حاصل کرچکی ہیں، بڑی عظمت کی حامل ہیں۔

پس ادارہ "پیامِ سُنّت"۔ دیوبند۔ ندوۃ العلماء اور دوسرے اداروں کے علماء سے ہماری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ بھی عصمتِ انبیاء کے تحت تفسیروں میں سے وہ سارا مواد نکال کر شائع کریں جن میں خدا تعالیٰ کے پاکباز انبیاءِ کرام پر افسوسناک اتہامات لگائے گئے ہیں۔ اور علمائے کرام کے دستخطوں سے لکھیں کہ ان اِتہامات کا تفسیر القرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یقین جانیئے کہ یہ کارنامہ ایک طرف تو جماعتِ احمدیہ اور غیر احمدی علماءِ کرام کے لئے قدرِ مشترک ہوگا اور دُوسری طرف قیامت تک آنے والے مسلمان ان علماء کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے جنھوں نے یہ عظیم کارنامہ انجام دیا۔ اور تمام مُسلمانوں کے مابین اتفاق واتحاد کی ایک نہایت خوشگوار لہر پیدا ہوجائے گی ؎

ڈھانپے جو نفرتوں کے برہنہ وجود کو
ایسی بھی کوئی پیار کی چادر تلاش کر

عبد الحق فضل

خطبہ جمعہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اِطاعت سے اپنا ہاتھ نکال لیا قیامت کے دن وہ اللہ تعالےٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اُس کے پاس کوئی حُجّت نہیں ہوگی کوئی دلیل نہیں ہوگی کہ وہ بخشا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۰ صلح ۱۳۶۹ ہش مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا تلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ھدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضُور انور نے سورۃ النّمل کی آیات نمبر ۴۳ - ۴۴ اور ۴۵ کی تلاوت فرمائی:-

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ○ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ○ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

بعد ازاں حضورِ انور نے فرمایا:-

مَیں نے گزشتہ خطبے میں ایمان سے متعلق احباب جماعت کے سامنے مضمون رکھا تھا کہ بظاہر ایمان ایک ہی چیز کو کہتے ہیں لیکن درحقیقت ہر انسان میں ایمان مختلف درجے کا پایا جاتا ہے۔ اور ایمان کے بے شمار مراتب اور درجات ہیں۔ جس طرح پانی ایک ہی چیز کا نام ہے لیکن چھوٹے برتن میں تھوڑا پانی آتا ہے، بڑے برتن میں زیادہ پانی آتا ہے۔ مختلف شکلوں کے برتنوں میں پانی مختلف شکلیں اختیار کرلیتا ہے۔ پس ایمان کی کیفیت بُنیادی طور پر چاہے ایک ہی ہو لیکن اس کی کمیت میں فرق پڑتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ ایمان بڑھنے والی چیز ہے اور کم ہونے والی چیز بھی ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس پر نگران رہنا پڑتا ہے۔ حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ ایک دولتمند آدمی کا دولت کا تصوّر ایک انسان میں اَور ہوگا اور دوسرے انسان میں اَور ہوگا۔ ایک غریب انسان چند سَو روپے ماہانہ کے اضافے کو دولت سمجھ لیتا ہے اور ایک امیر انسان بعض دفعہ لاکھوں کے اضافے کو بھی دولت نہیں سمجھتا۔ اُس کی خواہش کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ پس ایمان کی بھی ایسی ہی کیفیت ہے۔ ہر انسان کا ایمان اس کی حیثیت کے مطابق ایک اہمیت اختیار کرتا ہے اور اُس کا ایمان کا تصوّر اُس کی اپنی حیثیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا ایک گہرا رشتہ ہے۔

"فکرِ ہر کس بقدرِ ہمّتِ اُوست"

ہر شخص کے تصوّر کی چھلانگ اُس کی اپنی ہمّت کے مطابق ہُوا کرتی ہے لیکن یہ بہر حال ایک قطعی حقیقت ہے کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے اور بڑھتا بھی ہے۔ اور قرآنِ کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ہمیں مسلسل اس کی نگرانی کرنی چاہیئے۔ یہی حال اسلام کا ہے۔ اسلام اور ایمان اپنے بلند تر مقامات پر جاکر ایک ہی چیز ہو جاتے ہیں۔ اور اُن دونوں کے درمیان فرق کرنا مشکل ہے۔ لیکن آغاز میں دو الگ الگ رستے دِکھائی دیتے ہیں۔ بعض دفعہ آغاز میں اسلام اور ایمان کا بظاہر کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یعنی بیک وقت (دونوں) موجود نہیں ہوتے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اِس مضمون کو بیان کرتے ہُوئے فرمایا۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ[1] کہ بدّو جو مدینے کے گرد بستے تھے، انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلّم کو خُدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کہدے: لَمْ تُؤْمِنُوْا۔ تم ہرگز ایمان نہیں لائے۔ وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا: ہاں یہ تم بیشک کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں۔ ہم نے اطاعت کو قبول کرلیا ہے۔ وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ: حالانکہ ابھی تک ایمان نے تمہارے دِل میں جھانک کے بھی نہیں دیکھا۔ تو آغاز میں ایمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں ہوسکتی ہیں لیکن درحقیقت جب یہ دونوں ترقی کرتے ہیں تو بلند تر سطح پر پہنچ کر یہ دونوں ایک ہی چیز ہوجاتے ہیں۔ اور اوّل المومنین اور اوّل المسلمین ایک ہی انسان پر صادق آنے والی دو صفات ہیں اور ان دونوں کے درمیان تفریق ممکن نہیں رہتی۔

ایمان بہرحال اوّلیت رکھتا ہے، کیونکہ وہ اسلام جو ایمان کے بغیر ہے وہ اِس دُنیا میں تو فائدہ دے سکتا ہے مگر دوسرے جہان میں فائدہ نہیں دے سکتا۔ وہ اسلام جو ایمان کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے وہی دراصل حقیقی اسلام ہے، چاہے آغاز میں وہ کمزور اور معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ آج میں اسلام سے متعلق چند باتیں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔ لفظ اِسلام کا مطلب ہے: قبول کرلینا یا سپُرد کردینا۔ اِطاعت اختیار کرلینا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو مخاطب کرکے فرمایا: اَسْلِمْ ؕ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ[2] کہ اے ابراہیم! اسلام لے آ۔ کہا: میں تو اپنے ربّ پر اسلام لے آیا۔ یعنی معاً اس نے یہ فرمایا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کا جو مقام اسلام ہے، اس میں بھی بڑے مراتب ہیں۔ باوجود اِس کے کہ حضرت اقدس ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنے زمانے میں اسلام کے علمبردار تھے۔ اور ایسے عظیم الشان اسلام کے علمبردار تھے کہ قیامت تک قرآن کریم کی رُو سے آپ کے اسلام کو دُنیا خراجِ تحسین پیش کرتی رہے گی۔ بے مثل تھے اُس زمانے میں اور بعد میں تمام مسلمانوں کے باپ بھی کہلائے۔ پس اس پہلو سے خدا تعالےٰ کا حضرت ابراہیمؑ کو مخاطب کرکے فرمانا: اَسْلِمْ۔ کوئی معنی رکھتا ہے۔

---

[1] سورۃ الحجرات: آیت ۱۵ ۔ [2] سورۃ البقرہ: آیت ۱۳۲

اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء میں بھی اسلام کی بلند تر حالتیں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور اسلام کا وہ آخری مقام جس کے بعد پھر اسلام کا کوئی مقام نہیں رہتا

وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اسلام ہے

اس پہلو سے تو گفتگو کا یہاں اس وقت موقعہ نہیں۔ اور یہ بہت ہی وسیع مضمون ہے کہ انبیاء کے اسلام میں کیا فرق ہوتے ہیں۔ کس طرح انبیاء کے اسلام ترقی کرتے ہیں اور کیوں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اسلام کے آخری زینہ پر پہنچے۔ میں اس وقت عام نصیحت کے طور پہ آپ کے سامنے کچھ اور باتیں رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ بتانے کے لئے کہ ہر وہ احمدی جو ایمان لے آیا اور اس کا اسلام لانا بہت ضروری ہے، کیونکہ ایمان، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، پہلے یہ خطبے میں بیان کر چکا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے بھیجے ہوؤں پر یقین کو کہتے ہیں۔ اور جتنا جتنا ایمان ترقی کرتا ہے اتنا ہی عرفان ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اور ایمان اور عرفان کی ترقی کے ساتھ اطاعت میں نئے رنگ پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یعنی اس کی روشنی میں پھر اسلام بھی ترقی کرتا ہے۔ لیکن آغاز کے اسلام کے لئے غیر معمولی عرفان کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مثال پیش کرتے ہوئے مختلف مثالیں دیں۔ مختلف رنگ میں بیان فرمایا۔ کہیں فرمایا۔ ایمان العجائز اختیار کرو۔ یعنی بوڑھیوں والا ایمان اختیار کرو۔ جس کے نتیجے میں دل میں سوال نہیں اٹھتے۔ ان کا ایمان اس قسم کا ایمان ہوتا ہے جو زلزلوں سے بچا رہتا ہے۔ ان کے اندر گہرا نصب ہوتا ہے۔ گویا وہ اسی طرح پیدا کی گئی ہیں۔ اور ان کے ذہن میں اس کے متعلق کوئی سوال نہیں اٹھتے۔ اس کے نتیجے میں اُن کو اطاعت بھی اسی درجے کی عطا ہوتی ہے۔ اور ان کی اطاعت میں غیر معمولی پختگی پائی جاتی ہے۔ پس آپ نے اپنے گھروں میں، دیہات میں، شہروں میں ایسی بڑی بوڑھیاں ضرور دیکھی ہوں گی جن کا ایمان بہت راسخ ہوتا ہے۔ اور اُن کے اعمال بھی باقاعدہ معین رستوں پر اس طرح چلتے ہیں جیسے خود رَو ہوں۔ اور اُن میں کسی جبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان رستوں پر چلنے کی اُن کو ایسی عادت پڑ چکی ہوتی ہے کہ وہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتیں۔ اُن کا نمازیں پڑھنا، اُن کا تلاوت کرنا، اُن کا درود شریف پڑھنا، اُن کا ذکرِ الٰہی کرنا ایک ایسے ایمان کے نتیجے میں ہوتا ہے جس کی تفاصیل سے وہ بے خبر ہیں۔ یعنی بظاہر فکر و نظر کی وہ طاقتیں اُن میں موجود نہیں ہیں جس کے نتیجے میں صاحبِ ایمان کو مزید عرفان نصیب ہوتا ہے۔ لیکن تقویٰ بڑی ہے، بڑا راسخ عقیدہ ہے۔ اور اتنا یقین ہے جس میں کوئی تزلزل نہیں آسکتا۔ اسی نسبت سے ان کا اسلام بھی بہت ہی پختہ دکھائی دیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا کوئی رخنہ آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ پس

وَاَنَا۠ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

کے لئے اس سے بہتر اور کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو ایک اور رنگ میں بھی بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے تو فلسفیوں کا ایمان، بودا ایمان پسند نہیں۔ میں تو بچوں کے ایمان کو اس پر ترجیح دیتا ہوں۔ ایک طرف بوڑھوں کا ایمان بتایا تو دوسری طرف بچوں کا ایمان بتایا۔ ان دونوں میں ایک مماثلت پائی جاتی ہے۔ ایک قدرِ مشترک پائی جاتی ہے۔ بچوں کا ایمان بھی کسی فکر و نظر کا نتیجہ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ ان کے دل پر جو ایک بات بیٹھ جاتی ہے وہ بیٹھ جاتی ہے۔ اور بڑی معصومیت کے ساتھ وہ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ یعنی فکر و نظر کے عمل کے بغیر، سوچ کے بغیر جو اُن کے دل میں ایک یقین بیٹھ جاتا ہے وہ اس یقین کے مطابق اپنی حرکات و سکنات کو ڈھال لیتے ہیں۔ اس کے مطابق وہ ایک رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک بچے کو کسی بات کا خوف ہو، خواہ وہ خوف والی بات نہ بھی ہو۔ ماں باپ بعض دفعہ لاکھ اس کو سمجھائیں کہ میاں کوئی ڈرنے کی بات نہیں ہے، وہ اس کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ ایک بچہ ہم نے دیکھا تھا جس کو جانوروں سے اتنا خوف تھا کہ جانوروں کے بنے ہوئے کھلونوں سے بھی ڈرتا تھا۔ اور میں نے خود اُس سے کئی دفعہ چھوٹی عمر میں کھلونوں کا خوف دُور کرنے کی کوشش کی۔ اس کو پیار سے پاس بلایا۔ دیکھو میں اس کو ہاتھ لگا رہا ہوں۔ یہ کچھ نہیں نہیں کہتا۔ لیکن اس کا خوف دُور نہیں ہو رہا تھا۔ تو اُن کا عمل اُس ایمان کے نتیجے میں تھا جو اس کے دل میں حاصل ہے۔ اور وہ ایمان کسی سوچ کے نتیجے میں نہیں۔ پس جہاں تک عوام الناس کا تعلق ہے، اُن کے لئے محفوظ مقام یہی ہے کہ وہ ایسا ایمان اختیار کریں جس کے نتیجے میں اُن کا عمل بھی اسی قسم کے پختہ سانچوں میں ڈھالا جائے۔

اور اس پر کسی قسم کا زلزلہ نہ آسکے۔ وہاں ان کا عمل اُن کے ایمان کی نشاندہی کرتا ہے۔ لیکن عوام الناس میں اگر اعمال میں کمزوری ہو تو اس کا چونکہ اسلام سے تعلق ہے، اس سے صاف سمجھ جانا چاہیئے کہ ان کے ایمان میں کمزوری ہے۔ ورنہ یہ بات بالکل سادہ سی واضح اور ثابت ہو چکی ہے کہ اگر سادہ لوح انسانوں میں جو فکر و نظر کی بجائے بعض عقائد کے پیشِ نظر اپنی زندگی کے رستے ڈھال لیتے ہیں، رستے اختیار کرتے ہیں۔ ان میں اگر عقائد مضبوط ہوں تو ان کے رستے بھی بڑے واضح ہو جاتے ہیں۔ ان رستوں پر وہ لازماً آگے بڑھتے ہیں۔ پس وہ عوام الناس جو اپنے اعمال میں پختہ ہیں اُن کے اعمال کے شیشے سے ہم ان کے ایمان کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور ہمیں صاف دکھائی دینے لگتا ہے کہ وہ پختہ ایمان والے لوگ ہیں۔ مگر صاحبِ فکر و نظر میں یہ تناسب باقی نہیں رہا کرتا۔ اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں تک عوام کا تعلق ہے، ان کے لئے دو ہی بہترین مثالیں ہیں جن کی پیروی کرنی چاہیئے۔ ایک بڈھوں کا ایمان اور ایک بچوں کا ایمان۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، ایمان کی روشنی جب فکر و نظر پر عمل کرتی ہے تو اس کے نتیجے میں عرفان پیدا ہوتا ہے۔ اور عرفان کے نتیجے میں پھر ایک اسلام پیدا ہوتا ہے اور وہ اسلام عام بوڑھے اور عام بچے کے اسلام سے زیادہ پختہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں اُس کو یقین کی روشنی نصیب ہو چکی ہوتی ہے۔ محض عقیدے کی وجہ سے یا ایک اندھے عقیدے کی وجہ سے وہ ایک عمل نہیں کر رہا ہوتا بلکہ

یقین کی روشنی میں ایک عمل کرتا ہے۔

یہ مضمون بیان کرنے کے لئے میں نے اِس آیت کا انتخاب کیا تھا جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی۔ مگر اس پر آنے سے پہلے میں ایک اور وضاحت آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں بار بار یہ نصیحت پڑھتے ہیں کہ تم پیروی کرو سوال اٹھاتے بغیر۔ جو کچھ کہا جاتا ہے وہی اختیار کرو۔ ایسی اطاعت کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اور آپ کے دین پر اس طرح چلو کہ کوئی سوال نہ اٹھاؤ۔ بلکہ جس طرح اندھی تقلید کی جاتی ہے اس طرح تقلید کرتے چلے جاؤ۔ اسی میں تم محفوظ ہو۔ تو اس پر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ پھر یہ کیسا مذہب ہے جو اندھی تقلید کے سہارے زندہ رہتا ہے۔ اور صاحبِ فکر و نظر کے لئے کوئی سوال کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ اور اگر یہ مذہب یہی کچھ ہے کہ تم نے اندھی تقلید کرنی ہے اور کوئی سوال نہیں اُٹھانا تو اہلِ نظر کا ایسے مذہب سے ایمان اُٹھ جاتا ہے۔ پھر کیوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس بات پہ اتنا زور دیا ہے۔ یہ سمجھانے کے لئے میں ایک اور پہلو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ وہ مذاہب جو حقائق پر مبنی ہوں۔ جو روشنی سے پیدا ہوئے ہوں اُن میں حقیقت یہ ہے کہ اندھی تقلید اور صاحبِ فکر کی تقلید میں فرق کوئی نہیں کرتا۔ بلکہ اہلِ فکر و نظر کی تقلید اگر کوئی فرق رکھتی ہے تو اندھی تقلید سے زیادہ پختہ ہو جاتی ہے۔ پس وہ مذاہب جن کے عامۃ الناس کا مذہب بھی پختہ ہو اور اُن کے

اہلِ فکر و نظر کا مذہب بھی پختہ ہو!

اُن پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوا کرتا کہ تم نے اندھی تقلید سکھا کر اپنے خدا جانے کیا کچھ دے دیا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ تم نے تو ہمیں اندھی تقلید کی عادت سکھائی۔ اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ اس بات میں کوئی روشنی ہے بھی کہ نہیں۔ یہ سوال تب اُٹھتا، اگر ایسی قوم کے صاحبِ فکر و نظر مذہب سے دُور ہٹنے شروع ہو جاتے۔ اور دونوں طبقوں کے درمیان ایک خلا بڑھتا چلا جاتا۔ اور نا جیلے زیادہ ہوتے چلے جاتے۔ لیکن وہ قوم جس میں دانشور اور اعلیٰ درجہ کے صاحبِ فکر و نظر لوگ اپنے مذہب میں کمزور ہونے کی بجائے زیادہ پختہ ہو جائیں، اُن کے عوام الناس کے مذہب پر وہ گواہ بن جاتے ہیں۔ اور اُن کی صداقت پر شہید ہو جاتے ہیں۔ اور دُنیا پر یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ مذہب جس میں ایک بڑا طبقہ اندھی تقلید کر رہا ہے، اپنی ذات میں سچا ہے کیونکہ ان کے صاحبِ فکر و نظر اور اہلِ دانش نے بھی اس تقلید میں اعلیٰ نمونے پیش کئے بلکہ اپنے جاہلوں سے بڑھ کر نمونے پیش کئے۔

پس عرفان کا بھی ایک مقام ہے جو مذہب میں ایک بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ دو قسم کے طبقات ہیں دیندار لوگوں کے۔ ایک وہ جو سادہ لوح، علم فہم

لوگ۔ ان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہی نصیحت ضروری ہے کہ تم چونکہ اہلیت نہیں رکھتے کہ باریک سوالوں پر غور کر سکو۔ اس لئے تم اپنے راہنماؤں کے پیچھے چلنا سیکھو اور جو تمہیں بتایا جاتا ہے اس پر یقین کے ساتھ قدم مارو۔ اسی میں تمہاری بہبود ہے۔ اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو عرفان رکھتا ہے۔ وہ بات سمجھتا ہے۔ گہرائی تک اترتا ہے۔ اور محض علم کے پیچھے نہیں چلتا بلکہ علم کے اندر

جو فلسفہ پنہاں ہوتا ہے

جو حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، ان پر نظر رکھتے ہوئے اس کے علم کو مزید طاقت ملتی چلی جاتی ہے۔ ایسا طبقہ صاحبِ عرفان لوگوں کا طبقہ ہے اور ہر سچے مذہب میں ان دونوں طبقات کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ اگر اہلِ فکر و نظر مذہب سے دور ہٹنے لگ جائیں تو یقین جانیں کہ اس مذہب میں کوئی کمزوری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات جب باہر کے دانشور مجھے ملتے ہیں، تو میں احمدیت کی یہ مثال ان کے سامنے رکھا کرتا ہوں کہ احمدیت کی سچائی کو دیکھنے کے لئے آپ جیسا دانشور اس بات پر ضرور نظر رکھے کہ احمدیت میں جو جہلاء ہیں، عوام الناس ہیں، ان کا ایمان اُن سے زیادہ مضبوط نہیں جو صاحبِ فکر و نظر ہیں بلکہ حقیقت میں اہلِ فکر و نظر کا ایمان زیادہ مضبوط اور زیادہ پختہ ہے اور اس پہلو سے ان دونوں طبقات میں آپ کوئی تفریق نہیں دیکھیں گے۔ کوئی فاصلے نہیں دیکھیں گے۔

ایک احمدی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام ہیں

جو فزیسسٹ سائنس دانوں کی دنیا میں ایک بہت عظیم الشان مقام رکھتے ہیں اور تمام دنیا میں ان کے علم کا لوہا مانا گیا ہے۔ وہ اتنے ہی مخلص احمدی ہیں جتنا ایک اَن پڑھ مزدور احمدی اور اسی طرح اطاعت کرتے ہیں جس طرح اگر ان کا چپڑاسی احمدی ہو تو وہ اطاعت کرے گا تو جو اسلام اِن دونوں کے اندر پیدا ہوا۔ ایک اسلام بظاہر اندھے ایمان کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔ دوسرا اسلام ایک عارف باللہ کا اسلام ہے جو صاحبِ دانش ہے، صاحبِ علم ہے، صاحبِ عرفان ہے ان دونوں کے اسلام میں کوئی فرق نہیں دکھائی دیتا۔ اگر کوئی فرق ہوگا تو یہ کہ زلازل میں بعض دفعہ اندھے ایمان والا تو ٹھوکر کھا جایا کرتا ہے۔ یہ ایک الگ مضمون ہے جس کے بیان کرنے کی یہاں فی الحال گنجائش نہیں۔

ظفر اللہ خان صاحب تھے۔

اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو۔ بے شمار رحمتیں اُن پر نازل فرمائے۔ دنیا کے کتنے بلند مقامات تک پہنچے لیکن ان کے اسلام کی کیفیت یہ تھی کہ بہت سے اندھے ایمان والوں کے اسلام کے لئے بھی وہ ایک عظیم نمونہ تھے۔ حیرت انگیز اطاعت کا جذبہ اُن کے اندر پایا جاتا تھا۔ ایک آواز پر اٹھنا۔ ایک آواز پر بیٹھنا کوئی ان سے سیکھتا۔ اطاعتِ امیر ایسی تھی کہ نظروں کو چندھیا دینے والی تھی۔ ایسے سادہ تھے اپنے اسلام کے عمل میں کہ ایمان عجائز کا اسلام معلوم ہوتا تھا یعنی ایمان عجائز کے نتیجہ میں جو اسلام پیدا ہوتا ہے لیکن دنیا جانتی ہے کہ علم و عرفان میں وہ بڑے بڑے مدمقابل کے منہ بند کرنے والے تھے۔ یونائیٹڈ نیشنز کی سطح پر ان کو تقاریر کا موقعہ ملا۔ مختلف عدالتوں میں وہ پیش ہوئے۔ مختلف عدالتوں کے وہ چیف جسٹس بنے۔ ہندوستان کی سپریم کورٹ کے ممبر بہر حال ضرور تھے۔ اتنے عظیم مقامات۔ اتنے بڑے مقامات نصیب ہوئے لیکن وہ سب لوگ جنہوں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے۔ انگلستان کی جماعت اس پر گواہ ہے کہ کیسی ان میں اطاعت کی روح تھی۔ پس جماعت احمدیہ اپنی ذات میں اسلام کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت ہے اور جماعتِ احمدیہ کا ایمان دوسروں کے لئے ایمان بخش بن جاتا ہے اگر صاحبِ دانش باریک نظر سے مختلف طبقات پر نظر رکھے اور ان کا موازنہ کرے تو یہ بات اس کو معلوم ہو جائے گی کہ یہ ایسے ایمان پر قائم ہیں جہاں علم کی روشنی ایمان کو کم نہیں کرتی بلکہ زیادہ کر کے دکھاتی ہے اور تفریق نہیں پیدا کرتی اندھے ایمان اور دانشور کے ایمان میں۔ یعنی اگر تفریق ہے تو صرف ان معنوں میں کہ دانشور کا ایمان اندھے ایمان والے کے ایمان سے زیادہ ہے۔ زیادہ پختہ، زیادہ واضح اور اسی نسبت سے اس کا عمل بھی بہت زیادہ قوی اور قطعی ہوا کرتا ہے۔ ان کے درمیان ایک طبقہ پیدا ہوتا ہے جو جہالت اور علم کے جھٹپٹے میں زندگی گزارتا ہے، اس پر دن کی روشنی پوری طرح واضح نہیں ہوا کرتی۔ دماغ تیز ہو جاتا ہے۔ لیکن دین کا سچا علم اور ایمان کمزور رہتا ہے۔ ایسے لوگ ہیں جن کے ایمان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پناہ مانگی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فلسفی کے بودے ایمان سے مجھے بچے کا ایمان زیادہ پیارا لگتا ہے۔

پس احمدیت میں بھی ہمیں بعض ایسے طبقے دکھائی دیتے ہیں جو اپنی دانست میں دانشور بنتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے

احمدیت کے حقیقی دانشور

گواہ بن جاتے ہیں کہ یہ دانشور نہیں، یہ وہی جھٹپٹے میں زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں جو نہ دن کے بندے ہیں، نہ رات کے بندے ہیں۔ درمیان کی کیفیت میں پائے جاتے ہیں۔ تھوڑی بہت سمجھ آگئی۔ تھوڑا بہت شعور پیدا ہو گیا اور اس کے نتیجے میں پھر وہ بڑی بڑی تنقیدات کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم فلسفے کے اعلیٰ آسمان پر اڑنے والے لوگ ہیں۔ پس ایمان حقیقت میں دو ہی ایمان ہیں ایک وہ جو سادگی کا ایمان ہے اور اسکے نتیجے میں سادہ اسلام انسان کو نصیب ہو ایک وہ جو عارف باللہ کا ایمان ہے اور عارف باللہ کے ایمان کیلئے ضروری ہے کہ اسکا خدا سے تعلق ہو یہ فرق یاد رکھیں ورنہ فلسفہ بذات خود عارف باللہ کا ایمان پیدا نہیں کر سکتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو خشک فلسفیوں کے ایمان سے پناہ مانگی ہے تو یہ مراد ہے کہ ایسا دماغ جو بظاہر روشن ہو چکا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ایسا عرفان نصیب نہ ہو جیسے ایک دوست کا عرفان ایک دوست کو ہوتا ہے وہ شخص ہمیشہ مقامِ خطر میں رہے گا اور اس کے لئے ٹھوکر کھانے کے امکانات زیادہ ہیں بہ نسبت اس کے کہ وہ مستحکم قدموں سے ایک رستے پر آگے چلے۔

پس یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ ایمان نصیب کرے جو یا بوڑھوں اور بچوں کا ایمان ہو جس کے نتیجے میں ایک سادہ اسلام پیدا ہو۔ وہ اطاعت کرنی جانتا ہو، سوال اٹھانے نہ جانتا ہو یا پھر ایسا دماغ نصیب کرے جو بہت ذہین ہو، بہت فطین ہو، بہت باریک بین ہو، لیکن اس کی جڑیں ایسے دل میں پیوستہ ہوں۔

جو دل خدا کا ہو چکا ہو۔

جس دل کی آنکھ خدا کو دیکھ رہی ہو۔ پس وہ دماغ جو خدا رسیدہ دل سے روشنی پاتا ہے، وہی دماغ ہے جو دراصل حقیقت میں ایک روشن دماغ ہے، روشن کہلانے کا مستحق ہے۔ ایسے دماغ کو پھر عرفان نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جو یہ صفت بیان فرمائی: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ (سورۃ الجمعۃ آیت ۳) اس میں آپ کے دونوں پہلو روشن فرما دیئے۔ آپ نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس کو آپ نے کتاب سکھائی۔ اور اس قوم میں سے پھر وہ بھی پیدا ہوئے۔ جن کو آپ نے حکمت بھی سکھائی۔ ہر وہ شخص جو آپ پر ایمان لایا تھا وہ صاحبِ حکمت نہیں بن سکا۔ بہت سے مرد بھی اور عورتیں بھی بوڑھے بھی اور بچے بھی ان میں سے ایسے تھے جو آپ کو دیکھ کر آپ کے نورِ صداقت کو پہچان گئے تھے اور اس کے بعد علمی لحاظ سے انہوں نے زیادہ ترقی نہیں کی کیونکہ وہ علمی صلاحیتیں نہیں رکھتے تھے لیکن بہت عظیم الشان اور چمکتا ہوا درخشندہ ایمان اُن کو نصیب ہوا۔ اور اسی قسم کا اسلام بھی ان کو عطا ہوا جس کے

نتیجے میں ان کے اعمال سنوار دیئے گئے لیکن ایک بہت بڑا طبقہ ایسا بھی تھا جس کو آپ نے حکمتیں بھی عطا کیں اور صاحب عرفان بھی بنا دیا۔ اس پہلو سے تمام انبیاء صرف کتاب سکھانے پر انحصار نہیں فرماتے بلکہ علم کے بعد عرفان بھی عطا کرتے ہیں۔ کتاب کے بعد حکمتیں بھی سمجھاتے ہیں تاکہ ہر طبقہ جو اُن پر ایمان لاتا ہے وہ اپنی اپنی توفیق اور اپنی اپنی حیثیت کے مطابق فیض پا سکے۔ کوئی دانشور یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ نبی تو اندھوں اور جاہلوں کا نبی تھا۔ اس نے محض کتاب سکھا دی اور ہمارے جیسے روشن دماغوں کے لئے سیرابی کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ ان کے دماغ اس درجہ سیراب کئے جاتے ہیں کہ اس سے زیادہ ان کو پانی اپنے اندر سمونے کی توفیق نہیں رہتی اور نبی کا علم اور نبی کا عرفان اُن پر پھر بھی حاوی رہتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں بالتفصیل ملے گا یعنی جہاں آپ نے اندھے ایمان پر زور دیا ہے اس کا یہ مفہوم ہے۔ ان معنوں میں آپ زور دیتے ہیں۔ بعض طبقے ایسے ہیں جن کے لئے سوالوں کی گنجائش نہیں ہوتی۔ سوالوں کی ان کو ذہنی طور پر استطاعت نہیں ہوتی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان کا ایمان پختہ چٹانوں پر نصب ہو جو بظاہر منجمد نظر آئیں۔ حرکت نہ کر سکیں لیکن مستحکم ضرور ہوں۔ کچھ طبقات ایسے ہیں جو جاری وساری ایمان والے لوگ ہیں۔ ان کا ایمان بہتے پانیوں کی طرح مختلف رستوں سے گذرتا ہے۔ مختلف کیفیتوں میں سے گذرتا ہے۔ مختلف مناظر دیکھتا ہے اور اس کے نتیجے میں ان پانیوں میں ان تمام مناظر کی عکاسی ہوتی چلی جاتی ہے۔ کچھ نہ کچھ وہ ایک منظر سے لیتے ہیں کچھ نہ کچھ دوسرے منظر سے لیتے ہیں۔ کچھ ایک زمین سے نمک اٹھاتے ہیں، کوئی دوسری زمین سے نمک اٹھاتے ہیں غرضیکہ وہ پانی زیادہ گہرا اور خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ جتنے بھی مادیات ہیں ان سے زیادہ وہ RICH ہوتا چلا جاتا ہے۔ (RICH کا چونکہ اردو لفظ ذہن میں نہیں آ رہا تھا اس لئے میں اٹکا)۔ یہاں امیر کا لفظ اطلاق نہیں پاتا یوں کہنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ جتنی بھی نعمتیں زمین میں موجود ہیں، جتنے بھی مادے زمین میں موجود ہیں ان سے وہ زیادہ متمتع ہوتا چلا جاتا ہے زیادہ استفادہ کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پانی جو پہاڑ کی چوٹی سے چلتا ہے جب وہ سمندر میں گرنے کے قریب ہوتا ہے تو وہ پہلے پانی کی نسبت بہت زیادہ فائدہ دینے کی قوت رکھتا ہے اور وہ پانی جس زمین پہ پھر جاتا ہے اس زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے پس ایمان کی کیفیت بھی بعض لوگوں کی بہتے پانیوں کی سی ہے اور وہ بہتا پانی زیادہ ترقی اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور

یہ ترقی اس کو عرفان کے ذریعے نصیب ہوتی ہے

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ صفت اپنے درجہ کمال میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نصیب ہوئی کہ آپ نے علم اور کتاب پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پیروں کو عرفان بھی بخشا اور کتاب اور علم کی حکمتیں بھی لوگوں کو سکھائیں مگر ہر نبی ایسا ہی کرتا ہے۔ اپنے اپنے مراتب کے مطابق اپنی اپنی توفیق کے مطابق یہ انبیاء کا کام ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ کے متعلق جو صاحب حکمت مشہور تھے قرآن کریم نے ان کے ساتھ ملکہ سبا جس کا نام بلقیس بیان کیا جاتا ہے اس کی ملاقات کا جو واقعہ بیان فرمایا ہے۔ اس میں سے یہ تین آیات میں نے آج کے خطبے کے لئے چنی تھیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ۔ جب وہ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضرت سلیمانؑ نے اس کے تخت جیسا ایک تخت اس کو دکھایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ بعینہٖ وہی۔ گویا بالکل وہی ہے۔ کوئی فرق مجھے دکھائی نہیں دیتا۔ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ہمیں اس سے پہلے علم عطا کر دیا گیا ہے۔ یعنی میں جو آپ کے پاس حاضر ہوئی ہوں تو علم پا لینے کے بعد حاضر ہوئی ہوں۔ وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ۔ اور میں اور میری قوم اسلام اختیار کر چکے ہیں۔

اب دیکھئے کسی علم کی بناء پر ملکہ سبا نے اسلام اختیار کیا اور حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں اپنے اس اسلام کا اظہار کیا لیکن حضرت سلیمانؑ جانتے تھے کہ یہ اسلام ایک ابتدائی کیفیت کا نام ہے۔ یہ پورے معنوں میں اسلام کا مضمون سمجھتی نہیں۔ یہ سمجھتی ہے کہ ظاہری اطاعت اختیار کر لینا ہی اسلام ہے۔ پس جسے وہ علم قرار دے رہی ہے جسے وہ اسلام قرار دے رہی ہے یہ اس کے لئے کافی نہیں ہے۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ اس نے کہا: ہم اسلام قبول کر چکے ہیں۔ آپ نے اس کو اسلام سکھانا شروع کر دیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ آپ نے اس کو اس چیز سے روکا جس کی وہ پہلے عبادت کیا کرتی تھی۔ اگر پہلے عبادت کیا کرتی تھی اور اس سے رک گئی تھی تو دوبارہ کیوں روکا۔ مراد یہ ہے کہ آپ جانتے تھے کہ حکمتیں سمجھانا ضروری ہے۔ اس کو بتانا ضروری ہے کہ کیوں غیر اللہ کی عبادت ایک جاہلانہ حرکت ہے۔ ایک ہلاک کرنے والا فعل ہے۔ اس لئے آپ نے عبادت کے ان رستوں کے متعلق ایک مضمون بیان فرمایا اور صَدَّهَا کا مضمون یہاں بیان کرتا ہے کہ اس رنگ میں اس کو روکا کہ اس کا دل واقعتہً رُک گیا۔ اس کو اس قسم کی عبادت سے دلی نفرت پیدا ہو گئی۔ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ۔ وہ پہلے کافرین کی قوم میں سے تھی۔ باوجود اس کے کہ قرآن تسلیم کر رہا ہے کہ اس وقت وہ کافر نہیں تھی مسلمان ہو کر آئی تھی لیکن چونکہ پہلے کافروں میں سے تھی اس لئے اس کے کفر کے زنگ مٹانے ضروری تھے۔ اور اسلام لانے کے باوجود اسے اسلام کا حقیقی مفہوم سمجھانا ضروری تھا۔ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ۔ اُس سے پھر یہ کہا گیا کہ اس خوبصورت اور بلند محل میں داخل ہو جا۔ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا۔ اس نے اسے پانی کا ایک تالاب سمجھا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اس طرح اٹھا لیا جیسے پانی میں داخل ہوتے وقت عام طور پر لوگ کپڑا اٹھا لیتے ہیں کہ بھیگ نہ جائے۔ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ۔ تب حضرت سلیمانؑ نے اس سے یہ فرمایا کہ یہ ایک محل ہے۔ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ۔ جو بڑی نفاست کے ساتھ شیشوں کے ٹکڑوں سے بنایا گیا ہے اور بہت ملائم کر دیا گیا ہے۔ مُمَرَّد کا مطلب ہے جسے نفاست سے برابر بنا دیا ہو کہ اس کے درمیان خلا دکھائی نہ دیں یعنی ٹکڑوں کے درمیان اگر ایسی برابری ہو جائے کہ گویا ایک ہی سطح دکھائی دینے لگے اور ملائمت اس میں پیدا ہو جائے تو اس کو مُمَرَّد کہتے ہیں۔ یہ شیشوں کے ٹکڑوں سے اس طرح بنایا گیا ہے کہ بالکل برابر کر دیئے گئے ہیں کوئی جوڑ دکھائی نہیں دیتا اور بہت ہی چمکا دیئے گئے ہیں۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ۔ تب اس نے کہا کہ اے میرے رب میں نے تو اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے۔ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ میں سلیمان کے ساتھ اب ایمان لاتی ہوں۔ اس اللہ پر جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یہ وہ اسلام ہے جو حقیقی اسلام تھا جو حضرت سلیمانؑ کے سمجھانے کے بعد اس کو نصیب ہوا۔ پس دیکھیں کتنا فرق پڑ جاتا ہے اسلام میں۔ ایک اسلام وہ ہے جو ظاہری علم کی بناء پر کسی کو نصیب ہوا۔ یہاں تک کہ اس ملکہ نے اپنی قوم کو بھی ساتھ شامل کر لیا۔ مگر

صاحب حکمت نبی نے

پہچان لیا کہ اس اسلام کی کوئی قیمت نہیں ہے جب تک اس کی گہرائی میں اس کو نہ اتارا جائے جب تک اس کی حکمتیں نہ بیان کی جائیں

جب اس نے حکمتیں بیان کیں تو اپنا پہلا اسلام اس کو اندھیرے دکھائی دینے لگا۔ اس نے کہا! اوہو، ہو میں کس کو اسلام سمجھا کرتی تھی۔ اس کی تو کوئی حیثیت نہیں تھی۔ وہ اسلام ہے جو سلیمانؑ کا اسلام ہے۔ مَعَ سُلَیْمٰنَ سے مراد یہ ہے کہ مجھے سلیمان کی روحانی معیت، نصیب ہو گئی ہے۔ میں وہ اسلام چاہتی ہوں جو سلیمانؑ کو عطا ہوا ہے۔

اب وہ شیشوں کے ٹکڑوں پر چلانے ہی جو ایک پیغام ہے، وہ کیا ہے؟ بعض علماء بدقسمتی سے پرانے قصوں اور کہانیوں کو پڑھ کر ایک ایسا لغو تصور پیش کرتے ہیں کہ عقل ماتم کرنے لگ جاتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے شمار احسانات میں سے یہ ایک بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے جماعت کو قرآن کریم کا عرفان بخشا ہے اور قرآن کریم پر غور کرنے کا طریق عطا فرمایا ہے ورنہ آپ پرانی تفاسیر کو اٹھا کر دیکھیں وہاں عجیب و غریب لغو قصے آپ کو دکھائی دیں گے۔ بعض مفسرین نے تو لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اس کی پنڈلیاں دیکھنا چاہتے تھے اور وجہ کیا تھی کہ لوگوں نے مشہور کیا ہوا تھا اس کی پنڈلیوں پر بڑے بال ہیں اور آپ دیکھنا چاہتے تھے کہ واقعی بال ہیں کہ نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کا وہ نبی جو صاحب حکمت انبیاءؑ میں ایک خاص مقام اور درجہ رکھتا ہے۔ اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک شیشے کا محل بنوایا بہت چمکدار۔ اس کا فرش پانی کے اوپر بنایا تاکہ اس کو دھوکہ لگے کہ پانی ہے اور پھر اس نے اپنا کپڑا اٹھا دیا اور اس نے پنڈلیاں دیکھ لیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس قسم کی تفاسیر ہیں جو عامۃ المسلمین کو روشنیاں دے رہی ہیں یعنی قرآن کریم کی روشنی کے درمیان میں حائل ہو گئی ہیں اور قرآن کی یعنی روشنی وہ نہیں پاتے بلکہ وہ شخص جو بیچ میں حائل ہے اس کے ذہن کے حرف اندھیرے دیکھ رہے ہیں۔ ہاں ایک اور مضمون یہ بیان کیا گیا تفسیروں میں کہ حضرت سلیمانؑ کو بتایا گیا تھا کہ یہ ڈائن ہے اور ڈائن کے متعلق مشہور تھا کہ اس کے پاؤں الٹے ہوتے ہیں یعنی ٹخنے آگے اور پنجے پیچھے کی طرف۔ تو حضرت سلیمانؑ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ حقیقت میں ڈائن ہے کہ نہیں۔ جب اس نے کپڑا اٹھایا اپنی پنڈلیوں سے تو اوپرا پاؤں نظر آ گیا کہ وہ سیدھا سادہ پاؤں ہے تو پھر آپ نے اس خیال سے توبہ کر لی۔ حالانکہ توبہ کرنے کی خاطر نہیں تھا۔

توبہ کروانے کی خاطر یہ سارا قصہ بنایا گیا تھا

حضرت سلیمانؑ تو اس کی توبہ کروانا چاہتے تھے نہ کہ اپنے خیالات سے توبہ کرنے کی خاطر آپ نے یہ سارا قصہ شروع کیا۔ اتنا بڑا ایک جھگڑا شروع کر دیا کہ ایک محل بنایا۔ اس کے شیشے کے فرش ہوں۔ نیچے پانی بہتا ہو اتنی معمولی عقل کی بات بعض نیک لوگ ہونے کے باوجود نہیں سمجھ سکے مگر افسوس یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب روشنی عطا کی تو اب علماء اس روشنی کو لینے سے انکار کر رہے ہیں اور اس طرف پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو گئے ہیں اور ان اندھیروں کو قبول کر رہے ہیں جو نعوذ باللہ من ذلک قرآن کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ اس کو یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ پانی اور شیشے کا جو تعلق ہے اگر شیشہ کثیف ہو تو شیشہ دکھائی دے گا پانی دکھائی نہیں دے گا۔ اگر شیشہ شفاف ہو تو پانی ہی دکھائی دے گا اور بعض دفعہ لوگ دھوکے سے شیشے ہی کو پانی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ پس خدا سے تعلق میں دو طرح کے مضامین ممکن ہیں۔ بعض دفعہ خدا والے لوگ بنتے ہیں لیکن وہ اپنے وجود کو دکھاتے ہیں اور خدا کے وجود کو نہیں دکھاتے۔ وہ بھی شرک پیدا کر دیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ لوگ خدا والوں کو اس طرح دیکھتے ہیں کہ گویا وہ خدا ہیں حالانکہ وہ خدا نہیں ہوا کرتے۔ انہوں نے تو اپنا نفس مٹا دیا ہوتا ہے اور ایسے شفاف بن جاتے ہیں کہ ان کے پار خدا دکھائی دیتا ہے۔ پس حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا کہ تو خدا تو نہیں تھا۔

مگر تیری ذات میں ہم نے خدا کو دیکھا ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو حضرت سلیمانؑ ملکہ سبا پر روشن فرمانا چاہتے تھے۔ آپ اس کو سمجھانا چاہتے تھے کہ تم پہلے ایک قسم کے دھوکے میں مبتلا رہی ہو۔ اب خطرہ ہے کہ دوسری قسم کے دھوکے میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ پہلے تم نے کثیف انسانوں کو یا بتوں کو خدا سمجھ لیا حالانکہ وہ خدائی روشنی کو تم تک پہنچنے ہی نہیں دے رہے تھے۔

وہ خدا اور تمہارے درمیان حائل وجود تھے۔

ان کو خدا سمجھنا ایک کھلا کھلا شرک تھا اور جہالت تھی۔ اب تم ایک ایسے شخص کے دربار میں آئی ہو جس نے اپنے وجود کو کلیۃً مٹا دیا ہے اور اس کی ذات میں تمہیں خدا دکھائی دے رہا ہے لیکن وہ خدا نہیں ہے۔ وہ خدا کا ایک عاجز بندہ ہے جس نے اپنے نفس کو کلیۃً مٹا دیا ہے۔ پس جس طرح تم شیشے کو دیکھ کر دھوکہ کھا گئیں اور اپنی پنڈلیوں سے اپنا کپڑا اٹھا لیا، اس طرح اب یاد رکھو کہ میرے وجود میں تمہیں جو الٰہی صفات دکھائی دیں گی، وہ میری نہیں ہیں وہ خدا کی ہیں اور میں خدا نہیں ہوں بلکہ خدا نما ہوں۔ وہ بہت ہی ذہین عورت تھی جس نے اس مفہوم کو پوری طرح سمجھ لیا اور اچانک اس پر یہ بات روشن ہو گئی کہ میں کس اسلام کو لئے پھرتی تھی۔ میں کیا کہہ رہی تھی کہ میں اسلام لے آئی ہوں۔ اس کے دل میں شدید شرمندگی پیدا ہوئی ہے اور شدید کسر نفسی پیدا ہوئی ہے چنانچہ بے اختیار وہ بولی۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ اے میرے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے جو یہ دعویٰ کر بیٹھی تھی کہ میں مسلمان ہوں مجھے تو اسلام کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا اب پتہ لگا ہے کہ جب سلیمانؑ کے دربار میں حاضر ہوئی ہوں اور پھر فوراً عرض کیا وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ۔ اب میں اسلام لائی ہوں جو سلیمانؑ کے ساتھ کا اسلام ہے۔ جس میں شرک کی کوئی ملونی نہیں ہے۔ پس جماعت احمدیہ کو ایسا ہی اسلام اختیار کرنا ہے۔ ایمان بالغیب رکھنے والوں کا اسلام بھی صاف اور شفاف ہے اس میں شرک کی کوئی ملونی نہیں ہوتی دوسرا ایمان اور اسلام ان لوگوں کا ہے جو صاحب عرفان ہوں اور ان کو حضرت سلیمانؑ کی اس تمثیل سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے اور خدا والوں کو اس طرح دیکھنا چاہئے کہ وہ خدا نہیں بلکہ خدا نما ہیں اور ان کا خدا نما ہونا اپنے نفس کو مٹانے کے نتیجے میں ہے نہ کہ ابھار نے کے نتیجے میں۔ جو اپنے نفس کو عظمت دیا کرتے ہیں وہ کبھی خدا نما نہیں ہو سکتے۔

پس ان معنوں میں جماعت احمدیہ کو اسلام قبول کرنا ہے اور اسلام سکھانا ہے۔ ان دو باتوں کے درمیان بے شمار مراحل ہیں۔ بے شمار مراتب ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بعض دفعہ جماعتوں میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں تو وہ اسلام کی اسی حقیقت کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں بہت سی جگہ جھگڑے چل پڑتے ہیں۔ امراء کے خلاف باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ٹولیاں بن جاتی ہیں۔ مجھے بعض دفعہ باہر سے نمائندے بھیجنے پڑتے ہیں جو تحقیق کر کے صورت حال کو میرے سامنے کھول کر رکھیں اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے واقعات بہت شاذ ہیں اور ایک سال میں ایک دو یا زیادہ سے زیادہ تین دفعہ جہاں تک مجھے یاد ہے، مجھے اس قسم کی تحقیق کروانی پڑتی ہے اور بعض سالوں میں نہیں بھی کروانی پڑتی لیکن جماعت میں کسی ایک جگہ بھی کسی قسم کا رخنہ نہیں ہونا چاہئے۔

جو لوگ معرفت نہیں رکھتے ان کو اطاعت اختیار کرنی چاہئے

ورنہ ان کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے جو صاحب عرفان ہیں وہ دانشور نہیں بلکہ وہ دانشور صاحب عرفان ہیں جن کا دل خدا میں اٹکا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے پیار کا تعلق رکھتے ہیں ایسے لوگ اسلام سے دور نہیں جاتے بلکہ اسلام میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر عمل کرنے والے بن جاتے ہیں پس ان دانشوروں کے ہاتھوں میں نہ جائیں جو اپنی جہالت کو روشنی سمجھ رہے ہوتے ہیں جن کا دل خدا

...نہیں کرتا اور دراصل یہ بظاہر روشنی کی ایک جھلک پاتے ہیں۔ یہ محض بہکانے والے لوگ ہیں اور ان سے آپ کو کبھی کچھ نصیب نہیں ہوگا۔ ان لوگوں سے تعلق جوڑیں جن کے دماغ کی روشنی ان کو اور زیادہ خدا تعالیٰ کا مطیع کرتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (سورۃ الفاطر آیت ۲۹) کہ بعض عالم تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو دین سے دور ہٹ جاتے ہیں لیکن سچے عالم وہ ہیں جو اپنے علم کی وجہ سے سب سے زیادہ خدا سے ڈرتے ہیں بلکہ حقیقی طور پر ڈرنے والے علماء ہی ہوا کرتے ہیں۔ پس وہ کیسا دانشور ہے جو خوف خدا سے دور ہٹتا چلا جاتا ہے۔ وہ فلسفی ہے جس کے فلسفے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی نصیحت فرمائی ہے ان لوگوں سے جو اس قسم کا خشک فلسفہ رکھتے ہیں۔ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک جماعت میں جب فتنے شروع ہوتے ہیں تو اس طرح ہوتے ہیں کہ بعض عہدیداروں سے کسی کو پرخاش ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ اور کوئی وجہ نہیں تو

کلیش آف پرسنیلیٹیز

ہوتی ہے یعنی شخصیتوں کا ایک بُعد ہے۔ ایک آدمی پسند ہی نہیں آتا وہ جو چاہے کرے بعض لوگوں کو بس وہ ذات پسند نہیں آتی۔ وہ جس طرح جراثیم انتظار کر رہے ہوتے ہیں کہ بیماری کسی عضو کے اوپر پڑے تو وہ اس کے ساتھ تعلق باندھ لیں، اس طرح وہ بظاہر خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کا منافقین میں شمار نہیں ہوتا لیکن جہاں کسی شخص کو ایسے عہدیدار کے خلاف پاتے ہیں جس سے ان کو نفرت ہو وہ فوراً اس تک پہنچتے ہیں اور اس کے ساتھ تعلق بنا لیتے ہیں اور وہ شخص جو اس ابتلاء میں پڑتا ہے اس بیچارے کو اتنی سمجھ نہیں ہوتی کہ وہ یہ محسوس کرے کہ میں پہلے بھی تو اسی جگہ بس رہا تھا۔ پہلے کیوں نہیں میرے لئے اس کے دل میں محبت پیدا ہوئی۔ کیوں اس نے تعلق نہیں باندھا۔ اچانک میں اتنا محبوب کیوں ہو گیا۔ میری کون سی خوبی اس نے دیکھی ہے۔ سوائے اس کے کوئی خوبی نہیں ہوتی کہ وہ اس شخص سے ناراض ہو جاتا ہے جس سے وہ ناراض ہے اور اس طرح دونوں کو ایک قدرِ مشترک مل جاتی ہے۔ یعنی امیر کی ناقدری ان کی قدرِ مشترک ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو خاص طور پر جن کے دل میں کسی پہلو سے نظام جماعت سے یا نظام جماعت کے کسی عہدیدار سے شکوہ پیدا ہو، ان کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس شکوے کے بعد جو لوگ ان کو زیادہ مسکرا کر ملتے ہیں، ان کی آنکھوں میں وہ ایک محبت کے آثار دیکھتے ہیں، وہ شیطان ہیں ان سے ان کو بچنا چاہیئے۔ وہی جراثیم ہیں جو ان پر حملہ کرنے کے لئے آرہے ہیں۔ اگر وہ ان کو اپنا بنائیں گے تو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ اس وقت ان کو بیدار مغزی سے سوچنا چاہیئے کہ یہ لوگ پہلے کہاں رہتے تھے۔ کیا صرف اسی لئے میں ان کا محبوب ہو گیا ہوں کہ میں نظام جماعت سے بدظن ہو رہا ہوں۔ دوسرے ایسے لوگ ہیں، وہ بھی شرک کے نتیجے میں ایک رخنہ پیدا ہوتا ہے، جو بعض دفعہ ٹولیاں بنا کر اپنے آپ کو طاقتور سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ دو چار اونچی باتیں کرنے والے لوگ یا مضبوط جسم کے لوگ اکٹھے ہو گئے اور ایک جگہ اٹھنا بیٹھنا شروع ہو گئے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اب ایک مضبوط ٹولہ ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ ہمیں نیچا دکھا سکے۔ ان میں سے کوئی ایک جرم کرتا ہے۔ کوئی ایک شرارت کرتا ہے جسکو نظام پکڑتا ہے تو وہ پھر دوڑتا ہے اپنے ٹولے کی طرف۔ وہ اس ٹولے میں سہارا ڈھونڈتا ہے یعنی ایک خدا کو مان کر چھوٹے چھوٹے بت بنا لیتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ہماری طاقت کا انحصار اس ٹولے پر ہے۔ حالانکہ سچا مؤمن اور سچا مسلمان وہ ہے جسکی

طاقت کا انحصار کلیتہً خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے

اس کی طاقت کا انحصار اطاعت میں ہے، بغاوت میں نہیں ہے جو شخص بھی اطاعت سے نکلتا ہے وہ اسلام سے باہر چلا جاتا ہے اور جو اسلام سے باہر چلا جائے اس کے لئے ایمان کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا نہ دنیا رہتی ہے نہ دین رہتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس سلسلے میں جو نصیحت فرمائی، وہ میں آپ کے سامنے رکھ کر اب اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ یہ روایت ہے "المسلم" کی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔ (رواہ مسلم)

کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اطاعت سے اپنا ہاتھ نکال لیا۔ قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی کوئی دلیل نہیں ہوگی۔ کوئی وجہ نہیں ہوگی کہ وہ بخشا جائے۔

پس اسلام چاہے عوام کا ہو، چاہے صاحب عرفان لوگوں کا اسلام ہو۔ اطاعت کے بغیر اسلام ہے ہی کوئی چیز نہیں اور اگر آپ اطاعت کی حد سے باہر نکل جاتے ہیں اور کچھ لوگ آپ کی مدد کرتے ہیں اور آپ کو انگیخت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بے شک تم بغاوت کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں تو یہ سارے شیطان ہیں۔ وہ خود بھی ہلاک ہوئے اور آپ کو بھی ہلاک کرنے والے ہیں۔ ان کو پہچانیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ہمیں روشنی بخشی ہے آپ نے ہمیں ایسے لوگوں کی پہچان کے ذریعے عطا کر دیئے ہیں۔ بڑی کھلی کھلی نشانیاں ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہم دیکھ نہ سکیں۔ پھر فرمایا: اور جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی بیعت کا جوا نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرنے والا ہے۔

پس ایسے لوگ بالآخر جب ان کو سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور وہ باز نہیں آتے تو ان کی بیعت فسخ کر دی جاتی ہے کہ بالآخر ان کا یہ انجام ہوتا ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ پہلے ہی وہ موت کے لئے تیار ہوتے ہیں لیکن بعض لوگ شدید بے چین ہو جاتے ہیں روتے ہیں۔ گریہ وزاری کرتے ہیں۔ دعائیں کرتے ہیں۔ خط لکھتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہوا۔ ہم اپنے پہلے غرور اور تکبر سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم نظام جماعت کے سامنے سر جھکانے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں جلد دوبارہ بیعت میں لیں ورنہ ہم جاہلیت کی موت مر جائیں گے۔

وہ سچے مومن ہیں جن کے دل میں ایمان کی قدر ہے۔ جو اسلام کے معنی جانتے ہیں۔ پس ایسے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ چند دنیا کے بہت باتیں کرنے والے ساتھی یا بظاہر جسمانی لحاظ سے مضبوط ساتھی ان کو قیامت کے دن بچا لیں گے۔ اگر وہ اپنی نافرمانی کے نتیجے میں اور بغاوت کے نتیجے میں اسلام کا جوا اتار پھینکیں گے۔ اگر ان کو بیعت سے باہر نکالا جائے گا تو اصدق الصادقین، دنیا کے سب سے سچے رسول نے ہمیں خبر دی ہے کہ قیامت کے دن ان کے پاس خدا کے لئے کوئی حجت نہیں ہوگی۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہوگی جسے وہ پیش کر کے اس کی بخشش کے طلبگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام جماعت کو حقیقی معنوں میں ایمان اور حقیقی معنوں میں اسلام عطا کرے۔ ایسا ایمان عطا فرمائے جو دن بدن بڑھنے والا اور زیادہ عارفانہ ہو جانے والا اسلام ہو اور دن بدن زیادہ قوی ہوتا چلا جائے یہاں تک کہ ہم سب پر ایسی حالت میں موت آئے کہ ہم نیک لوگوں کے ساتھ مرنے والے ہوں، بدوں کے ساتھ مرنے والے نہ ہوں ٭٭٭

قسط دوئم

قبولِ احمدیت میں ہماری داستاں یہ ہے

حیاتِ حسن رضؓ

ایک بشارت

میں حضرت حسن کے قبولِ احمدیت کے ثمرات بیان کر رہا تھا ان برکات و ثمرات میں سب سے بڑی ام البرکات تو یہ نصیب ہوئی کہ جس شخص نے کبھی نماز نہ پڑھی تھی وہ نہ صرف حقیقی معنوں میں پابند صلوٰۃ ہوگیا اور فرض نمازوں کے علاوہ تہجد کی نہ صرف توفیق ملی بلکہ اس پر التزام نصیب ہوا۔ ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء اس ابتدائی انقلاب ہی میں آپ پر اللہ تعالیٰ نے الہام کا دروازہ کھول دیا حسن فرماتے ہیں۔

دو کئی دن بعد ایک روز تہجد سے فارغ ہوا تو میری زبان پر بار بار واللّٰہ یعصمک من الناس کے الفاظ جاری ہوئے اور زبان انہیں بار بار دہرانے لگی اور خود بخود ہی گریہ و بکا شروع ہوگیا۔ میری بی بی پیر ساں بی بی نے رونے کا سبب دریافت کیا میں نے یہ بات سنائی لیکن عربی نہ انہیں آتی تھی نہ مجھے۔"

احمدیت سے محبت کا کرشمہ

احمدیت سے محبت کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے کہ آپ اس نام کی تشہیر کو پسند کرتے تھے تاکہ اس طرف بھی توجہ ہو اس غرض کے لئے انہوں نے مختلف تعلیمی اور رفاہی ادارے قائم کئے اور ان کے نام کے ساتھ لفظ احمدیہ کو شامل کیا۔ مثلاً احمدیہ مدرسہ (۲) احمدیہ مدرسہ حفاظ قرآن کریم (۳) احمدیہ دواخانہ انگریزی (۴) احمدیہ دواخانہ یونانی (۵) احمدیہ سٹیج (۶) احمدیہ قبرستان (۷) احمدیہ مدرسہ نسواں (۸) احمدیہ لائبریری۔ (۹) احمدیہ مسجد (۱۰) اپنا نام ہمیشہ شیخ حسن احمدی لکھتے اور اپنی مصنوعات کے نام کے ساتھ بھی احمدیہ کا اضافہ کیا۔ (۱) احمدی بیڑی (۲) احمدی چاند تارا بیڑی۔ احمدیہ محلہ۔ احمدیہ کارخانہ۔

غرض اس طرح پر احمدی اور احمدیہ کے نام اپنے نام اور کاروبار کے ساتھ جزو لاینفک بنا کر احمدیت کی تبلیغ کو ہر گوشہ میں پہنچانے کا اہتمام کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مقصد میں کامیاب کیا اور متعدد جماعتیں اور سینکڑوں انسانوں کو سلسلہ میں داخل کرنے کا موجب ہوئے اور یہ سلسلہ اب ان کے ذریعہ سے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اس طرح الدال علی الخیر کفاعلیہ۔

اس کا اجر بھی حضرت حسن کے نامہ اعمال میں شریک ہوتا جاتا ہے۔ (آج آپ کی اولاد نسل اور رشتہ داروں میں بھی خدمت سلسلہ کا بے بہا جذبہ موجود ہے الحمد للہ۔ ناقل)

دینی برکات

احمدیت کے برکات روحانیہ اور انوار سماویہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں بھی ایک خاص برکت رکھ دی میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ یہ کاروبار انہوں نے دو روپیہ سے شروع کیا تھا اور احمدیت کے بعد اس کی ساکھ لاکھوں روپیہ تک پہنچ گئی اور مختلف مقامات پر اس کی شاخیں اور عمارتیں تیار ہوگئیں۔

اور آمدنی کا یہ حال تھا کہ گنتی نہیں ترازو سے روپیہ تلتا تھا اور چار ہزار کے قریب کاریگر مختلف کارخانوں میں کام کرتے تھے مدراس۔ بنگال۔ بمبئی اور دکن کے علاقوں میں چالیس کے قریب ایسی دکانیں تھیں جہاں ذاتی نگرانی میں براہ راست آپ کا مال فروخت ہوتا تھا اور مختلف مقامات پر ایجنسیاں تھیں۔

اور نو دس مقامات پر آٹے تیل نکالنے اور کپاس بیلنے کی گرنیاں تھیں مگر اس کثرت مال اور وسعت کاروبار نے آپ کو کبھی اپنا گرویدہ نہ کیا بلکہ انہوں نے اس خداداد نعمت کا عملاً شکریہ ادا کیا غریبوں کی مدد کی اور اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت پر اسے خرچ کیا اپنے لئے کوئی خاص سامان آسائش و آرائش پیدا نہ کیا۔

ایک عبد شکور کی طرح خدا تعالیٰ کی اس دی ہوئی امانت کو خرچ کرتے رہے اموال کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اولاد میں بھی کثرت عطا کی اور سب سے بڑا فضل یہ کیا کہ صالح اور سعادت مند دیندار اولاد عطا کی جو ان کے اعمال صالح کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہے۔

کاروبار کی وسعت

کاروبار کی وسعت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ایک وقت میں ۲۹ کارخانہ ۱۶ دکانیں اور اس کے علاوہ بہت سے ایجنٹ کام کرتے تھے۔ اور اوسطاً چار ہزار کاریگر کام کرتے تھے۔ اور ان دوکانوں اور کارخانوں کے نظم و نسق نگرانی اور تنقیح کے لئے جو عملہ مقرر تھا اس کی ماہانہ تنخواہ کی بر آورد چند ہزار تھی اور روزانہ اوسط تیار شدہ بیڑی کی تعداد ۱۶ لاکھ تھی جو ایک اور سوا روپیہ فی ہزار بکتی تھی اس طرح گویا ایک ہزار روپیہ کم از کم روزانہ کی آمدنی باوجود ہر قسم کی فیاضی اور فراخ دلی سے خرچ کرنے کے اسٹیٹ کی مالیت بیس بائیس لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ باوجود اس کے کہ آپ لکھے پڑھے نہ تھے مگر کارخانہ کے حساب کتاب کو شروع سے باقاعدہ رکھا اور ایسے طور پر حساب کتاب رکھا جاتا کہ ایک ماہر مالیات ہی اس کی قدر کر سکتا ہے یہ سلسلہ ۱۹۳۰ء تک رہا یعنی کاروبار میں ترقی کا زمانہ ۱۹۳۰ء میں اپنے انتہائی مقام پر پہنچ گیا تھا۔

عہد ابتلاء و اصطفا

اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا اور جس نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ وہ ایک عبد شکور ہے۔ میں نے پہلے بھی کسی جگہ بیان کیا ہے کہ مال و دولت اور کثرت اولاد انسان کے لئے ایک امتحان ہوتا ہے۔ مومن اس میں کامیاب نکلتا ہے یہ چیزیں انسان کے لئے مختلف رنگوں میں فراہم ہوتی ہیں۔

آغاز نقصان

چنانچہ آغاز نقصان ہوا نقصان کے اسباب پیدا ہونے لگے ابتداء اس طرح ہوئی کہ برمعنی کے لئے کارخانہ میں ایک لاکھ روپیہ مالیت کی بیڑی تیار کی گئی اور اسکیم یہ تھی کہ اگر یہ بیڑی وہاں پسند کی جاوے تو اس کو ترقی دی جاوے مگر چونکہ مشیت ایزدی میں حسن کے امتحان نقص من الاموال کا پہلا پرچہ یہی تھا اس لئے یہ چھ سات کروڑ بیڑی گویا ضائع ہی ہوگئی اور کارخانہ ایک لاکھ کا زیر بار آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ تجارت میں ایک رخنہ پیدا ہوگیا اور بیڑی کی چال بھی رک گئی دوسرا دھکا اس سلسلہ میں یہ لگا کہ پینتیس ہزار کی بیڑی تیار کر کے رنگون بھیجی گئی وہ مال وہاں تیار نہ ہو سکا اور مقبول عام بھی نہ ہوا اور اس طرح یہ رقم بھی ڈوب گئی۔

اس قسم کے نقصانات نے تجارت میں خطرناک اثر پیدا کیا اور ادھر اس نقصان کی شہرت اور کاروبار کی کساد بازاری نے آپ کی ساکھ پر بھی اثر ڈالا حالانکہ معاملہ دار لوگ ان کے حسن معاملہ اور کھرے پن سے واقف تھے لیکن دنیا داروں کو تو اس چیز کی پرواہ نہیں ہوتی انہوں نے سمجھا کہ کاروبار اور آمدنی کی صورت بگڑ رہی ہے اس لئے وہ جو کبھی مطالبہ نہ کرتے تھے اور باہمی لین دین میں کسی قسم کی ضمانت اور کفالت کا بھی مطالبہ نہ کرتے تھے بلکہ ہمیشہ یہ چاہتے تھے کہ یہ معاملت بڑھتی جاوے اس حالت کو دیکھ کر مطالبے اور تقاضے کرنے لگے مگر حسن کے چہرہ پر ان حالات میں کبھی کوئی آثار ملال و فکر ظاہر نہ ہوئے وہ ایک مستقیم الاحوال اور مطمئن قلب کے ساتھ ہمیشہ پر سکون اور بشاش نظر آتا اور دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی کہ یہ کس حوصلہ بلند کا انسان ہے میں نے انکو ان ایام ابتلا میں بلکہ یوں کہو کہ آغاز ابتلاء سے دیکھا اور جب تک اس ابتلاء سے وہ کامیاب اور بامراد نہ نکل گئے مجھے ان کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا اور جن لوگوں نے ان حالات میں انکو دیکھا ہے۔ وہ اس امر میں متفق ہیں ÷ (باقی آئندہ)

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عہدیدارانِ جماعت و مبلغین و معلمین کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ اس سال جماعتوں میں ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء کو "یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے موقع پر جلسے منعقد کئے جائیں ان جلسوں میں مندرجہ ذیل عنوانات پر تقاریر رکھی جائیں۔

(۱) :۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت۔ عشق، مقام اور منصب۔ (۲) :۔ جماعت احمدیہ کی قومی۔ ملی اور بین الاقوامی خدمات۔ (۳) :۔ اشاعتِ اسلام کے بارہ میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر مساعی کے نتائج۔ (۴) :۔ احمدیت کے مستقبل کے متعلق قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، گزشتہ انبیاء، بزرگان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

انصار اللہ بھارت کے لئے

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تربیت کے لئے چار بنیادی باتیں بیان فرمائی ہیں کہ سب سے پہلے سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان استعمال کرنا ہے اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ابتدائی چیز ہے۔ تیسری چیز وسعتِ حوصلہ ہے۔ چوتھی بات غریب کی ہمدردی اور دکھ دور کرنے کی عادت ہے۔

عبادت میں سے سب سے ابتدائی اور سب سے اہم نماز ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور کا مفصل خطبہ جمعہ "بدر" ۲۴ صلح (جنوری ۱۹۹۰ء) میں شائع ہو چکا ہے ـــــ عہدیداران انصار اللہ بھارت سے درخواست ہے کہ مہربانی کر کے اپنے اپنے مقام پر احباب جماعت کو جمع کر کے یہ خطبہ سنایا جائے۔ اور اس سلسلہ میں جو مثبت کارروائیاں کی جائیں۔ ان کا ماہانہ رپورٹوں میں بھی ذکر کیا جایا کرے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

قائد تربیت مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

تقریب شادی

مکرم محمود عالم صاحب آف کلکتہ اعانت بدر میں یکصد روپے ادا کرتے ہوئے اپنے دو بھائیوں کی شادی عزیز معشوق عالم صاحب کی ہمراہ عزیزہ شمیم بیگم بنت مکرم محمد سعید صاحب صدیقی کانپور اور عزیز عبد القادر صاحب کی ہمراہ عزیزہ جہاں آرا بیگم یہ شادیاں جنوری ۱۹۹۰ء میں ہوئیں۔ بعد دعوت ولیمہ میں احمدی وغیر از جماعت نے شرکت فرمائی۔ قارئین سے ان رشتوں کے بابرکت اور مثمر بثمرات ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر)

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زدجام عشق ۱۰۰/- حبوب مقوی اطہر ۱۵/- روپے

اکسیر اولاد نرینہ (کورس) روشن کاجل

تریاق معدہ عنبر جدوار

۸/- ۱۵/- ۲۰/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر:۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری، ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر ۶۲۹۴۴۳

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا (درثمین)

AUTOWINGS آٹو ونگس

15-SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS-600004.

PHONE NO. 76360

74350

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

(پیشکش)

بانڈ اپر ایمپوریم۔ کلکتہ ۱۳ - ۷۰۰۰۷۲

ٹیلیفون نمبر:۔ 43-4028-5137-5206

آل اڑیسہ اجتماع انصار اللہ

مورخہ ۱۰ - ۱۱ مارچ ۱۹۹۰ء کو بمقام سنرگاؤں آٹھواں آل اڑیسہ اجتماع انصار اللہ منعقد ہو رہا ہے۔ محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت بھی اس میں شرکت کر رہے ہیں۔ اڑیسہ کے جملہ انصار کے لئے اعلان ہے کہ وہ بکثرت اس اجتماع میں شرکت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار :- شیخ عبد الحلیم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بھونیشور

درخواستِ دُعا

مکرم محمد عبد القیوم صاحب زعیم انصار اللہ حیدرآباد اپنے محکمہ میں افسرانِ بالا کے تبادلہ کی وجہ سے بعض محکماتی پریشانیوں کا شکار ہیں۔ اور نہایت عاجزانہ درخواستِ دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پریشانیوں کا ازالہ فرمائے اور دینی و دنیوی برکات سے نوازے۔ آمین

خاکسار : محمد کریم الدین شاہد - قادیان

أفضل الذكر لا إله إلا الله

(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی

۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ - کلکتہ - ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

CALCUTTA - 700073.

PHONES } OFFICE :- 275475 / RESI :- 273903

اِرشادِ نبوی

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اِسلام لا، تو ہر خرابی، بُرائی اور نقصان سے محفوظ رہے گا!

—— (مُحتاجِ دُعا) ——

یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

PHONE :- 279203

THE JANTA,

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

اِشفعوا تُوجروا

(سفارش کیا کرو - تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیثِ نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.

DEALERS IN :- TIMBER TEAK POLES, SIZES & FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

قائم ہو پھر سے حکمِ محمد جہان میں ، ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس الیکٹرک کنٹریکٹر

RAICHURI ELECTRICALS

ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO.OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES } OFFICE :- 6348179 / RESI :- 6289389 } BOMBAY - 400099.

کوئی میرا دُشمن نہیں!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف اُن باطل عقائد کا دُشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔" (رُوحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین ۱ صفحہ ۳۴۴)

طالبانِ دُعا :- محمد شفیق سہگل - محمد نعیم سہگل - محمد لقمان جہانگیر - مبشر احمد، ہارون احمد

پسرانِ مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم - کلکتہ

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسیز - مدینہ میدان روڈ - بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر :- شیخ محمد یونس احمد - فون نمبر :- 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ - اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو - ٹی وی - اوشا بخصوصیات سلائی مشین کے سیل اور سروس !

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M.MOOSA RAZA SAHEB & SONS.

5 - ALBERT VICTOR ROAD FORT,
GRAM:- MOOSA RAZA
PHONE:- 605558 } BANGALORE - 560002.

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYA PUL,
HYDERABAD - 500002. PHONE NO. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم ص۱۳)

فون نمبر :- 42916 ٹیلیگرام : "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز :- کرشڈ بون - بون میل - بون سینیوس - اور ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲۴۰-۲/۴/۴ عقب کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

AUTHORISED JOBBERS
AUTHORISED DISTRIBUTORS
AMBASSADOR - TREKKER
AUTHORISED DEALERS

AUTOTRADERS,

16 - MANGOE LANE,
CALCUTTA - 700001.
"AUTOCENTRE" تار کا پتہ

آٹو ٹریڈرس

۱۶ - مینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول و ڈیزل کار، ٹرک، بس، جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں !

ٹیلیفون نمبرز :- 28-5222 اور 28-1652

"ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نشان دکھاتا ہے"
(ملفوظات جلد پنجم ص۲۲۴)

NIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے !